فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۴۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا قیس بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ، وَلَمْ يَكُنْ رَكَعَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيْهِ .

''آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز فجر ادا کی، آپ رضی اللہ عنہ نے فجر کی دو رکعت ادا نہیں کی تھیں، تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا، تو قیس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فجر کی دو سنتیں ادا کرنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے سے منع نہیں کیا۔''

(صحيح ابن خزيمة : 1116، صحيح ابن حبان : 1563، المستدرك على الصّحيحين للحاكم :375/1)

جواب: سند ضعیف ہے۔ سعید بن قیس کا اپنے والد سیدنا قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہو سکا۔

۞ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَقُولُونَ : إِنَّ سَعِيدًا وَالِدَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ قَيْسٍ شَيْئًا .

''علما کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید کے والد سعید نے اپنے والد قیس رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا۔''

(الاستيعاب : 1297/3)

۞ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو''غریب'' کہا ہے۔

(أطراف الغرائب والأفراد : 4281)

نوٹ:

جو جماعت سے پہلے فجر کی سنتیں نہ پڑھ سکے، وہ جماعت کے بعد ادا کر سکتا ہے۔

۞ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے دیکھا، تو ان کے بارے میں پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ، سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَإِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِّنْ عَبْدِ الْقَيْسِ، فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، فَهُمَا هَاتَانِ .

''ابو امیہ کی دختر! آپ نے عصر کے بعد دو رکعت کے بارے میں پوچھا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میرے پاس قبیلہ عبد قیس کے کچھ لوگ آئے تھے، انہوں نے مجھے ظہر کے بعد والی دو رکعت سے مصروف کر دیا، میں وہی دو رکعت پڑھ رہا ہوں۔''

(صحيح البخاري : 1233، صحيح مسلم : 833)

۞ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ السُّنَنَ الرَّوَاتِبَ تُقْضٰى ، وَأَنَّ قَضَاءَ هَا جَائِزٌ بَعْدَ الْعَصْرِ ، وَبَعْدَ الْفَجْرِ مِثْلُهٗ ، لَا فَرْقَ بَيْنَهُمَا .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ سنن رواتب (رہ جائیں، تو ان) کی قضا دی جائے گی، نیز دلیل ہے کہ عصر کے بعد نوافل کی قضا دینا جائز ہے، اسی طرح فجر کے بعد بھی، دونوں میں کوئی فرق نہیں۔''

(التّنبیه علی مشكِلات الهِداية : 694/2)

سوال: اگر نو برس سے پہلے خون آئے، تو کیا وہ حیض شمار ہوگا؟

جواب: نو سال کی عمر سے پہلے خون آجائے، تو یہ حیض نہیں، بلکہ استحاضہ یا دمِ فاسد ہے۔

سوال: اگر حاملہ کو خون جاری ہو جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر حاملہ کو خون آئے، تو وہ دمِ فاسد یا استحاضہ شمار ہوگا، یہ حیض نہیں، کیونکہ حاملہ کو حیض نہیں آ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم نے طلاق کی بحث میں غیر حاملہ کی عدت تین حیض بیان کی ہے، جبکہ حاملہ کی وضع حمل بتائی ہے۔ اگر حاملہ کو بھی حیض آ سکتا ہوتا، تو اس کی عدت بھی تین حیض مقرر کر دی جاتی۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مُرْهُ، فَلْيُرَاجِعْهَا، ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا أَوْ حَامِلًا .

''انہیں حکم دیجئے کہ رجوع کر لیں، پھر طہر یا حمل میں طلاق دیں۔''

(صحيح البخاري : 5251، صحيح مسلم : 1471، واللّفظ لهٗ)

ثابت ہوا کہ حاملہ کو حیض نہیں آ سکتا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمل کو طہر کے قائم مقام

کہا ہے۔ اگر حمل میں حیض آ سکتا، تو حیض میں طلاق سے ممانعت کیوں اور حمل یا طہر میں طلاق کی اجازت کیوں؟

❀ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

إِذَا رَأَتِ الْحَامِلُ الصُّفْرَةَ؛ تَوَضَّأَتْ وَصَلَّتْ، وَإِذَا رَأَتِ الدَّمَ؛ اغْتَسَلَتْ وَصَلَّتْ، وَلَا تَدَعُ الصَّلَاةَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ .

''حاملہ زرد پانی دیکھے، تو وضو کر کے نماز پڑھے اور جب خون دیکھے، تو غسل کر کے نماز پڑھے۔ کسی بھی صورت میں نماز نہیں چھوڑ سکتی۔''

(مصنّف عبد الرزّاق :317/1، الأوسط لابن المُنذر : 239/2، وسندهٗ حسنٌ)

❀ نیز فرماتی ہیں:

اَلْحَامِلُ لَا تَحِيضُ، إِذَا رَأَتِ الدَّمَ؛ فَلْتَغْتَسِلْ وَتُصَلِّي .

''حاملہ کو حیض نہیں آتا۔ خون دیکھے، تو غسل کر کے نماز پڑھے۔''

(السنن الكبرٰى للبيهقي : 423/7، وسندهٗ حسنٌ)

غسل کا یہ حکم استحبابی ہے، وجوبی نہیں۔

سوال: جس عورت کو زندگی بھر کبھی خون نہیں آیا، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جسے کبھی خون نہیں آیا، وہ بدستور پاک رہے گی، نماز روزہ جاری رکھے گی۔

سوال: ایک مہینے میں دو یا تین مرتبہ خون آئے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: عین ممکن ہے کہ ایک مہینے میں دو یا تین بار خون آ جائے۔ اگر ایسا ہو، تو حیض کے دنوں میں نماز سے رک جائے اور حیض کے بعد غسل کر کے نماز روزہ کرے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

جَاءَ تْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلاَ أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلاَةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لاَ، إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ، وَلَيْسَ بِحَيْضٍ، فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلاَةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ، ثُمَّ صَلِّي .

''سیدہ فاطمہ بنت ابی حُبَیش رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! استحاضہ کی مریض ہوں، میں پاک نہیں رہ سکتی۔ کیا نماز چھوڑ سکتی ہوں؟ فرمایا: یہ رَگ کا خون ہے۔ (استحاضہ میں مبتلا ہونے کی صورت میں) ماہواری کے ایام میں نماز چھوڑ دیجیے، ماہواری ختم ہو، تو خون دھوئیں اور نماز ادا کریں۔''

(صحيح البخاري : 228، صحيح مسلم : 333)

بیماری کی وجہ سے ایک مہینے میں دو تین بار بھی حیض آ سکتا ہے، اس صورت میں عورت نماز روزہ سے رک جائے گی۔

سوال: حیض روکنے کے لیے دوا استعمال کی، خون رک گیا، کیا عورت پاک ہے؟

جواب: مانع حیض ادویات کا استعمال ممنوع ہے۔ اطبا اس بات پر متفق ہیں کہ ایسی ادویات کا استعمال طبی اعتبار سے انتہائی مضر ہے۔ حیض کا آنا ایک طبعی اور فطری عمل ہے۔ اس کا روکنا فطرت کے خلاف ہے۔ اس کے بے شمار نقصانات ہیں، جن میں سے چند ایک ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں:

① مانع حیض ادویات کے استعمال سے ماہواری کا عمل بگڑ جاتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں عورت کا ماں بننا مشکل ہو جاتا ہے، کیونکہ حمل ٹھہرنے کیلئے ایام ماہوای میں ترتیب

اور اعتدال ضروری ہے۔ ہمارے ملک میں پچاسی فیصد خواتین کو اس مشکل کا سامنا ہے۔

② ہارمونز متاثر ہوتے ہیں اور بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔

③ مردوں سے مشابہت پیدا ہو جاتی ہے، مثلاً چہرے پر بال اُگ آتے ہیں اور حمل نہیں ٹھہرتا، وغیرہ۔

④ جسمانی توازن بے ڈھنگ ہو جاتا ہے۔

⑤ چہرے پر چھائیاں پڑ جاتی ہیں۔

یہ نقصانات ان خواتین کا مقدر ہیں، جو فطرت کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتی ہیں، اگر کسی نے مانع حیض گولیاں استعمال کر لیں اور ان کی وجہ سے خون رُک گیا، تو اس حالت میں وہ نماز، روزہ، قرآن مجید کی تلاوت، طواف کعبۃ اللہ اور اس طرح ان تمام اعمال سرانجام دے سکتی ہے، جو حالت حیض میں ممنوع تھے، کیونکہ وہ اب مصنوعی طور پر ہی سہی، حالت طہر میں ہے۔

❀ ابن جریج رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ امْرَأَةٍ تَحِيضُ، يُجْعَلُ لَهَا دَوَاءٌ، فَتَرْتَفِعُ حَيْضَتُهَا، وَهِيَ فِي قُرْئِهَا كَمَا هِيَ تَطُوفُ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ، فَإِذَا هِيَ رَأَتْ خُفُوقًا، وَلَمْ تَرَ الطُّهْرَ الْأَبْيَضَ، فَلَا.

''عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ مانع حیض دوا استعمال کرنے کے بعد طواف کر سکتی ہے؟ فرمایا: جی ہاں، اگر پاکی دیکھتی ہے، تو طواف کر سکتی ہے، البتہ خون کے نشانات دیکھے اور سفیدی نہ دیکھے، تو طواف نہیں کر سکتی۔''

(مصنّف عبد الرزّاق: 1219، وسندہٗ صحيحٌ)

(سوال): درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تُعَادُ الصَّلَاةُ مِنْ قَدَرِ الدِّرْهَمِ مِنَ الدَّمِ .

''خون کی ایک درہم مقدار سے نماز دوہرائی جائے گی۔''

(سنن الدارقطني : 401/1، الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي : 138/3، ت : 660، السنن الكبرٰى للبيهقي : 404/2، الضعفاء الكبير للعقيلي : 561/2)

(جواب): جھوٹی روایت ہے۔ رَوْح بن غُطَیف جزری ضعیف ومتروک ہے۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَرْوِي الْمَوْضُوعَاتِ عَنِ الثِّقَاتِ، لَا تَحِلُّ كِتَابَةُ حَدِيثِهِ وَلَا الرِّوَايَةُ عَنْهُ .

''یہ ثقہ راویوں کی طرف منسوب جھوٹی احادیث بیان کرتا تھا۔ اس کی حدیث لکھنا اور اس سے روایت کرنا جائز نہیں۔''

(كتاب المجروحين : 298/1)

❀ دوسری سند [تاریخ بغداد للخطیب : 300/9، الموضوعات لابن الجوزی : 75/2، نصب الرایۃ للزیلعی : 212/1] بھی جھوٹی ہے۔

① نوح بن ابی مریم باتفاقِ محدثین ''ضعیف''، ''متروک'' اور کذاب ہے۔

② امام زہری رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے،

③ ابو محمد صالح بن محمد بن نصر بن محمد بن عیسیٰ، قاسم بن عباد ترمذی، ابو عامر اور یزید ہاشمی کے حالات نہیں ملے۔

۞ اس روایت کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''یہ حدیث نبی اکرم ﷺ سے بالکل ثابت نہیں۔''

(الضعفاء الصغير : 45/1، ت : 118)

۞ نیز فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ بَاطِلٌ .

''یہ حدیث جھوٹی ہے۔''

(الضعفاء الكبير للعقيلي : 56/2، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ مُنْكَرٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ .

''یہ روایت اس سند کے ساتھ منکر ہے۔''

(الكامل في ضعفاء الرّجال : 138/3)

۞ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ مَّوْضُوعٌ، لَا شَكَّ فِيهِ، مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا، وَلَا رَوٰى عَنْهُ أَبُو هُرَيْرَةَ، وَلَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ ذَكَرَهٗ، وَلَا الزُّهْرِيُّ قَالَهٗ، وَإِنَّمَا هٰذَا اخْتِرَاعٌ أَحْدَثَهٗ أَهْلُ الْكُوفَةِ فِي الْإِسْلَامِ، وَكُلُّ شَيْءٍ يَّكُونُ بِخِلَافِ السُّنَّةِ، فَهُوَ مَتْرُوكٌ، وَقَائِلُهٗ مَهْجُورٌ .

''بلا شبہ یہ جھوٹی روایت ہے، نہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا ہے، نہ سیدنا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے اسے ذکر کیا، نہ زہری رحمہ اللہ نے ایسا کہا، یہ اہل کوفہ کی طرف سے اسلام میں ایجاد کی گئی بدعت ہے۔ ہر خلاف سنت بات متروک اور کہنے والا مردود ہے۔''

(كتاب المجروحين :1/299)

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ لَمْ يَثْبُتْ .

''یہ روایت ثابت نہیں۔''

(معرفة السنن والآثار : 2/355، ح : 4910)

❀ علامہ ابن قیسرانی رحمہ اللہ نے ''منکر'' قرار دیا ہے۔

(ذخيرة الحفّاظ : 2/1153)

❀ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اسے ''موضوعات'' (۲/۷۵) میں ذکر کیا ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے [وَاہٍ] (کمزور) قرار دیا ہے۔

(تنقيح التّحقيق :1/129)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ بَاطِلٌ، لَا أَصْلَ لَهٗ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ .

''یہ حدیث من گھڑت ہے، محدثین کے نزدیک بے بنیاد ہے۔''

(شرح صحيح مسلم :1/97)

(سوال): نفاس کی مدت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): نفاس کی کم سے کم مدت مقرر نہیں، البتہ زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے۔

❀ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''نفاس والی چالیس دن نماز روزے سے رُکے گی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 28/4، السنن الكبرٰى للبيهقي :341/1، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ عَلٰى أَنَّ النُّفَسَاءَ تَدَعُ الصَّلَاةَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، إِلَّا أَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَإِنَّهَا تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي، فَإِذَا رَأَتِ الدَّمَ بَعْدَ الْأَرْبَعِينَ؛ فَإِنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا : لَا تَدَعُ الصَّلَاةَ بَعْدَ الْأَرْبَعِينَ، وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ، وَبِهٖ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ .

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام، تابعین عظام اور بعد کے اہل علم کا اجماع ہے کہ نفاس والی چالیس دن تک نماز نہیں پڑھے گی۔ ہاں اس سے پہلے پاک ہو جائے تو غسل کر کے نماز شروع کر دے گی۔ اگر وہ چالیس دن کے بعد بھی خون دیکھے تو اکثر اہل علم کے نزدیک وہ نماز پڑھتی رہے گی۔ اکثر فقہاءِ کرام کا یہی قول ہے۔ یہی بات امام سفیان ثوری، امام عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ نے کہی ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 139)

تنبیہ:

اس بارے میں مروی ساری کی ساری مرفوع احادیث ضعیف و غیر ثابت ہیں۔ البتہ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فتوے اور اجماع امت نے ان سے مستغنی کر دیا ہے۔

(سوال): دوران نماز حیض آ گیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): نماز کے دوران حیض آ گیا، تو عورت نماز توڑ دے گی، کیونکہ حیض میں نماز روزہ جائز نہیں، اس پر اجماع ہے۔

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِجْمَاعٌ أَنَّ الْحَائِضَ لَا تَصُومُ فِي أَيَّامِ حَيْضَتِهَا، وَتَقْضِي الصَّوْمَ، وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ، لَا خِلَافَ فِي شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ.

''امتِ مسلمہ کا اجماع ہے کہ عورت ماہواری میں روزے نہیں رکھ سکتی، بلکہ بعد میں قضائی دے گی، البتہ نماز کی قضا نہیں ہے۔ الحمد للہ! اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔''

(التمهيد لما في المؤطّأ من المعاني والأسانيد : 107/22)

(سوال): حائضہ مغرب اور عشاء کے درمیان پاک ہوئی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): جب حیض سے پاک ہوئی، اس وقت اگر مغرب کا وقت باقی تھا، تو غسل کے بعد مغرب کی نماز ادا کرے گی۔

(سوال): طلوع فجر سے پہلے یا غروب آفتاب سے پہلے پاک ہو، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): غروبِ آفتاب سے پہلے حیض سے پاک ہو، تو عصر ادا کرنا ضروری ہے، طلوعِ فجر سے پہلے پاک ہو، تو نماز عشا ادا کرے گی۔

ایک رائے ہے کہ غروبِ آفتاب سے پہلے پاک ہو، تو ظہر و عصر دونوں ادا کرے اور

طلوعِ فجر سے پہلے پاک ہو، تو مغرب وعشا دونوں ادا کرے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ظہر وعصر اور مغرب وعشا کو جمع کیا تھا۔ لہٰذا ظہر وعصر اور مغرب وعشا کا وقت ایک دوسرے کو شامل ہے، ظہر کا عصر کو عصر کا ظہر کو اسی طرح مغرب کا عشاء کو اور عشاء کا مغرب کو۔

❁ ان کے جواب میں امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

اَلْوَقْتُ الَّذِي جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِيهِ؛ خِلَافُ الْوَقْتِ الَّذِي يَبْقٰى مِنَ النَّهَارِ مِقْدَارَ مَا يُصَلِّي فِيهِ الْمَرْءُ رَكْعَةً، لِأَنَّ الْوَقْتَ الَّذِي أَبَاحَتِ السُّنَّةُ أَنْ تُجْمَعَ فِيهِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ هُمَا إِذَا صَلَّاهُمَا فِي وَقْتِهِمَا كَجَمْعَةٍ بِعَرَفَةَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَبِالْمُزْدَلِفَةِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، وَفِي غَيْرِ مَوْضِعٍ مِّنْ أَسْفَارٍ، وَكُلُّ ذٰلِكَ مُبَاحٌ يَّجُوزُ الِاقْتِدَاءُ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ، إِذْ فَاعِلُهٗ مُتَّبِعٌ لِلسُّنَّةِ، وَالْوَقْتُ الَّذِي طَهُرَتْ فِيهِ الْحَائِضُ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ بِرَكْعَةٍ وَقْتٌ؛ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي أَنَّ التَّارِكَ لِلصَّلَاتَيْنِ حَتّٰى إِذَا كَانَ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ بِرَكْعَةٍ ذَهَبَ لِيَجْمَعَ بَيْنَهُمَا، فَصَلّٰى رَكْعَةً قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، وَسَبْعَ رَكَعَاتٍ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ عَاصٍ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، مَذْمُومٌ إِذَا كَانَ قَاصِدًا لِّذٰلِكَ فِي غَيْرِ حَالِ عُذْرِهٖ، إِذَا كَانَ هٰكَذَا فَغَيْرُ

جَائِزٍ أَنْ يُّجْعَلَ حُكْمُ الْوَقْتِ الَّذِي أُبِيحَ فِيهِ الْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ حُكْمَ الْوَقْتِ الَّذِي حُظِرَ فِيهِ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا، وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنْ لَّا صَلَاةَ عَلَى الْحَائِضِ، ثُمَّ اخْتَلَفُوا فِيمَا يَجِبُ عَلَيْهَا إِذَا طَهُرَتْ فِي آخِرِ وَقْتِ الْعَصْرِ، فَأَجْمَعُوا عَلٰى وُجُوبِ صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَيْهَا، وَاخْتَلَفُوا فِي وُجُوبِ صَلَاةِ الظُّهْرِ، وَغَيْرُ جَائِزٍ أَنْ يُّوجَبَ عَلَيْهَا بِاخْتِلَافٍ صَلَاةٌ لَّا حُجَّةَ مَعَ مُوجِبِ ذٰلِكَ عَلَيْهَا، وَفِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ؛ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ» دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهٗ مُدْرِكٌ لِّلْعَصْرِ، لَا لِلظُّهْرِ .

''ان دونوں اوقات میں فرق ہے، پہلا وقت، جس میں نبی کریم ﷺ نے دو نمازیں جمع کی تھیں، دوسرا وقت جس میں صرف ایک رکعت پڑھی جاسکتی ہے اور سورج غروب ہوجاتا ہے، سنت تو یہ ہے دونوں نمازیں ایک نماز کے وقت میں ادا کر لی جائیں، جیسے عرفات میں ظہر وعصر اور مزدلفہ میں مغرب وعشا یا سفر میں کسی بھی جگہ دو نمازوں کا جمع کرنا، یہ سبھی طریقے سنت سے ثابت ہیں، اس لئے جائز ہیں، خلاف سنت یہ ہے کہ غروب آفتاب میں صرف ایک رکعت کی تاخیر ہو، اس وقت آپ ظہر وعصر دونوں نمازیں پڑھیں، ایک رکعت غروب سے پہلے اور سات غروب کے بعد، امت کا اجماع ہے کہ اس صورت میں آپ گنہگار ہوں گے، ماہواری سے فراغت کے بعد والی صورت بعینہٖ یہی ہے،

ماہواری اس وقت ختم ہوئی، جب نماز عصر بھی ادا نہیں کی جا سکتی تھی، علما اس بات پر تو متفق ہیں کہ وہ نماز عصر کی قضا دے گی، نماز ظہر کی قضا ہو گی یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، تو اس صورت میں بلا دلیل عورت پر نماز ظہر لازم قرار دینا کیوں کر درست ہوا؟ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ؛ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ . ''جس نے غروبِ آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی، اس نے نماز عصر پالی۔''

ثابت ہوا کہ جس نے ظہر اور عصر دونوں کو غروبِ آفتاب تک مؤخر کیا، اس کی عصر تو ادا ہو گی، ظہر نہیں۔''

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف: 2/244، 245)

سوال: بیوی حالت نفاس میں ہے، کیا اس سے بوس و کنار جائز ہے؟

جواب: عورت سے حیض اور نفاس کی حالت میں جماع کے علاوہ سب جائز ہے، اس حالت میں عورت سے متمتع ہوا جا سکتا ہے۔

❁ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں؛

یہودی عورت کے فطری ایام میں اس کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ .

''جماع کے علاوہ سبھی تعلقات قائم رکھیں۔''

(صحیح مسلم: 302)

سوال: جو ماہواری میں جماع کو جائز کہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ماہواری میں جماع حرام ہے، اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے، لہٰذا اس کا انکار کرنے والے پر کفر کا خوف ہے، اس سے توبہ کرائی جائے گی۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

وَطْئُ الْحَائِضِ لَا يَجُوزُ بِاتِّفَاقِ الْأَئِمَّةِ، كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ وَرَسُولُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ ماہواری عورت کے ساتھ جماع حرام قرار دیا ہے۔ اس کے ناجائز ہونے پر ائمہ کرام کا اتفاق ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی: 624/21)

❁ علامہ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا لَوْ جَامَعَ وَهِيَ حَائِضٌ، فَإِنَّهٗ يَأْثَمُ إِجْمَاعًا.

''جس نے حالت حیض میں جماع کیا، وہ بالاجماع گناہگار ہے۔''

(سُبُل السّلام: 188/1)

سوال: حالت حیض میں نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب: حیض میں نکاح جائز ہے، چوں کہ حیض کے ایام میں جماع جائز نہیں، اس لئے ولی کو چاہئے کہ شادی کا دن طے کرنے سے پہلے بچی کی ماں سے اس کے فطری ایام کے بارے میں معلومات حاصل کر لے اور اسی حساب سے شادی کا دن متعین کرے، تاکہ بچی اذیت کے ایام میں خواہ مخواہ پریشانی سے دوچار نہ ہو۔

اکثر اوقات شادی دوسرے شہر میں ہوتی ہے، تو ان دنوں میں سفر بھی دشوار ہوتا ہے۔

ویسے بھی ان دنوں میں عموماً طبیعت میں چڑ چڑا پن آ جاتا ہے، وجود سست اور کاہل سا ہو جاتا ہے، طبیعت میں قلق اور تنگی محسوس ہوتی ہے، کھانے پینے کو جی نہیں چاہتا، لہٰذا ایامِ مخصوصہ میں شادی سے مجتنب رہا جائے، الا یہ کہ کوئی اضطراری حالت ہو۔ البتہ اس سلسلے میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے۔

(سوال): کیا حائضہ کے ساتھ لیٹنا جائز ہے؟

(جواب): حائضہ کے ساتھ لیٹا جا سکتا ہے۔

❁ سیدہ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مُضْطَجِعَةٌ فِي خَمِيصَةٍ، إِذْ حِضْتُ، فَانْسَلَلْتُ، فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي، قَالَ: أَنُفِسْتِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَدَعَانِي، فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ.

''میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چادر میں لیٹی تھی کہ مجھے حیض آ گیا۔ میں چپکے سے کھسکی اور اپنے حیض والے کپڑے پکڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا آپ کو حیض آ گیا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور میں آپ کے ساتھ چادر میں لیٹ گئی۔''

(صحيح البخاري: 296، صحيح مسلم: 296)

(سوال): کیا عورت نفاس کے دنوں میں کمرے سے باہر نکل سکتی ہے؟

(جواب): جی ہاں، نکل سکتی ہے۔

(سوال): روزہ رکھا ہے، کہ حیض آ گیا، اب کیا حکم ہے؟

(جواب): روزہ توڑ دے، کیونکہ حیض میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔ حیض کی وجہ سے

رمضان کے جتنے روزے نہ رکھ سکے، ان کی قضا اگلے سال تک دینا ضروری ہے۔

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ؛ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ ؟ .

''کیا ایسا نہیں کہ حائضہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے۔''

(صحيح البخاري : 304، صحيح مسلم : 79)

❁ معاذہ رحمہا اللہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنے سوال و جواب بیان کرتی ہیں:

مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ، وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ، فَقَالَتْ : أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ ؟ قُلْتُ : لَسْتُ بِحَرُورِيَّةٍ، وَلٰكِنِّي أَسْأَلُ، قَالَتْ : كَانَ يُصِيبُنَا ذٰلِكَ، فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ، وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ .

''عرض کیا، حائضہ روزے کی قضائی تو دیتی ہے، نماز کی قضائی کیوں نہیں دیتی؟ فرمایا: آپ حروریہ ہیں؟ عرض کیا نہیں، میں حروریہ نہیں ہوں، فقط سوال کیا ہے، فرمایا: ہم ماہواری میں ہوتیں تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا، نماز کی قضا کا نہیں۔''

(صحيح البخاري :321، صحيح مسلم : 335)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِجْمَاعٌ أَنَّ الْحَائِضَ لَا تَصُومُ فِي أَيَّامِ حَيْضَتِهَا وَتَقْضِي الصَّوْمَ، وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ، لَا خِلَافَ فِي شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ .

''اجماع ہے کہ عورت ماہواری میں روزے نہیں رکھ سکتی، بلکہ بعد میں قضائی دے گی، البتہ نماز کی قضا نہیں ہے۔ الحمد للہ! اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔''

(التمهيد لما في المؤطّأ من المعاني والأسانيد : 107/22)

حائضہ روزہ نہیں رکھے گی، یہ مسلمانوں کا اجماعی مسئلہ ہے، البتہ روزے کی حالت میں حیض آ گیا، تو اس روزے کی اور باقی روزے جو رہ گئے، ان کی قضا دے گی۔

سوال: کیا حیض و نفاس والی عورت قرآن کریم کی تلاوت سن سکتی ہے؟

جواب: حیض و نفاس میں قرآن کریم کی تلاوت سنی جا سکتی ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ يَتَّكِئُ فِي حِجْرِي؛ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ .

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری گود پہ سر رکھ کر قرآن کی تلاوت فرماتے، جبکہ میں حائضہ ہوتی۔''

(صحيح البخاري : 297، صحيح مسلم :301)

سوال: کیا نفاس والی عورت سجدہ شکر ادا کر سکتی ہے؟

جواب: حیض اور نفاس والی سجدۂ شکر ادا کر سکتی ہے۔ سجدۂ شکر کے لیے طہارت ضروری نہیں، کیونکہ سجدۂ شکر نماز نہیں اور طہارت نماز کے لئے شرط ہے۔

تنبیہ:

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

لَا يَسْجُدُ الرَّجُلُ؛ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ .

''سجدہ صرف وضو کی حالت میں کریں۔''

(السنن الكبرٰى للبيهقي :90/1، 91، وسندهٔ صحيحٌ)

آپ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان استحباب پر محمول ہے۔

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس قول کو درج ذیل عنوان کے تحت نقل فرمایا ہے:

بَابُ اسْتِحْبَابِ الطُّهْرِ لِلذِّكْرِ وَالْقِرَائَةِ .

''ذکراورقراءت کے لیے طہارت مستحب ہے۔''

سجدۂ تلاوت کے لیے بھی طہارت (وضو) ضروری نہیں۔

❁ امام بخاری رحمہ اللہ باب قائم کرتے ہیں:

بَابُ سُجُودِ الْمُسْلِمِينَ مَعَ الْمُشْرِكِينَ، وَالْمُشْرِكُ نَجَسٌ؛ لَيْسَ لَهٗ وُضُوءٌ .

''مسلمانوں کا مشرکین کے ساتھ سجدہ کرنے کا بیان؛ حالانکہ مشرک نجس ہوتا ہے۔اس کا کوئی وضو نہیں ہوتا۔''

(صحیح البخاري :146/1)

معلوم ہوا کہ سجدۂ شکراور سجدۂ تلاوت کے لیے طہارت ضروری نہیں۔لہٰذا عورت دورانِ ماہواری سجدۂ شکرادا کرسکتی ہے۔

سوال: اگر عورت عادت کے دنوں سے پہلے پاک ہوگئی،تو کیا غسل کے بعد اس سے جماع جائز ہے؟

جواب: اگر عورت اپنے عادت کے دنوں سے پہلے پاک ہوگئی،تو غسل کے بعد اس سے جماع کیا جاسکتا ہے،وہ نماز روزہ بھی جاری رکھے گی۔

سوال: کیا استحاضہ والی عورت نماز روزہ کرے گی؟

جواب: استحاضہ ایک بیماری ہے،اس سے عورت ناپاک نہیں ہوتی، بلکہ جو عورت اس بیماری کا شکار ہو،وہ پاک رہتی ہے،نماز روزہ کرے گی،اس سے جماع بھی جائز ہے۔ اگراسے ہمیشہ خون جاری رہتا ہے،تو وہ حیض والے دنوں میں نماز روزہ ترک کردے گی اور

اس کے بعد غسل کر کے نماز روزہ جاری رکھے گی۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّمِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ : رَأَيْتُ مِرْكَنَهَا مَلْآنَ دَمًا، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ، ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي .

''سیدہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استحاضہ کے بارے میں سوال کیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے ان کے غسل کا برتن دیکھا۔ وہ خون سے بھرا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک آپ کو حیض (کی پہلے سے معلوم مدت) روکے رکھے، رُکی رہیں، پھر غسل کریں اور نماز ادا کریں۔''

(صحيح مسلم : 334)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالِاعْتِكَافُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ وَمَسُّ الْمُصْحَفِ وَحَمْلُهُ وَسُجُودُ التِّلَاوَةِ وَسُجُودُ الشُّكْرِ وَوُجُوبُ الْعِبَادَاتِ عَلَيْهَا فَهِيَ فِي كُلِّ ذٰلِكَ كَالطَّاهِرَةِ وَهٰذَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ .

''نماز، روزہ، اعتکاف، تلاوت قرآن، مصحف کو چھونے اور اُٹھانے، سجدہ تلاوت، سجدہ شکر اور واجب عبادات میں مستحاضہ کا حکم پاک عورت کی طرح ہے، اس پر اجماع ہے۔'' (شرح النّووي : 17/4)